اک حرفِ محرمانہ

بجواب

اک حرفِ ناصحانہ

محمد اکرم اعوان

منارہ ضلع جہلم

اک حرفِ ناصحانہ نامی کتابچہ نظر سے گزرا کتابچہ کیا ہے اسلام کے ساتھ ایک ظالمانہ مذاق اور پاکستان کے ساتھ ایک مجرمانہ تمسخر بلکہ اسلام کے نام پر کفر پھیلانے کی ایک خطرناک سازش ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک و ملّت کو سبوتاژ کرنے کی منظّم کوشش ہے معلوم ہوا ہے کہ ۷ اپریل ۸۴ء کو یہ کتابچہ پورے ملک میں ۱۰ لاکھ کی تعداد میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی نظر میں قاری یہ تأثر لیتا ہے کہ شاید عام آدمی کی بھلائی کیلئے کوئی اقدام ہوگا مگر اس کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ اس کا مقصد مرزائیوں کی من مانی کارروائیوں کی تائید اور مسلمانوں کی ان کوششوں کو بے اثر کرنا ہے جو اسلام کے نام پر کفر پھیلانے کی اس سازش کو بے نقاب کرتی ہیں اس کا حرفِ اوّل ہی مرزائیت کے بانی کی طرح علمائے ربّانی پر حملہ ہے بالخصوص اس طبقہ پر جو ہمیشہ ان کا تعاقب کرتا رہا ہے عجیب بات ہے مصنّف نے مسلمان علماء کی زیادتی کا رونا رویا ہے اور اُس کا کہنا ہے کہ ایک طبقہ ان کی جماعت کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتا اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اخلاق اور رواداری سے پیش نہیں آتا مگر کمال یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی اور ان کے بناسپتی نبیؑ کے اخلاق اور رواداری کے نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) جنگِ آزادی میں حصّہ لینے والوں کے متعلق فرماتے ہیں "ان لوگوں نے چوروں قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۴)

(۲) مولانا ثناء اللہ کے متعلق فرمایا "اس نے سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا ہے ... وہ انسان کتوں سے بدتر ہے جو بے وجہ بولتا ہے۔"
(اعجازِ احمدی صفحہ ۲۲)

(۳) مولوی ثناء اللہ کے متعلق ایک مجلس میں ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو مرزا صاحب نے یہ الفاظ استعمال کئے "خبیث، سؤر، کتا، بدذات گو خور ہم ثناء اللہ کو کبھی جلسۂ عام میں نہیں بولنے دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے (الہامات مرزا صفحہ ۱۲۲)

(۴) علمائے اسلام کے متعلق فرماتے ہیں" اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کو پلایا (انجام آتھم صفحہ ۲۱)

(۵) دنیا میں سب جانوروں سے پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کیلئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں اے مردار خوار مولویو! او گندی روحو!... اے اندھیرے کے کیڑو!"........ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۱)

(٦) مولوی عبدالحق غزنوی کو خطاب فرمایا "تم نے حق کو چھپانے کیلئے یہ جھوٹ کا گو کھایا ہے اے بدذات، خبیث اور دشمن اللہ اور رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف کی مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۰)

(۷) کنجریوں کے بچوں کے بغیر باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں... (آئینۂ کمالات صفحہ ۵۴۷)

مرزا قادیانی کی تحریروں کے یہ چند اقتباسات صرف مشت نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتے ہیں ورنہ ان کا کلام تو **مغلظات** کا اک طومار ہے لیکن اس کے باوجود آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ "میں سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اپنی تالیفات میں ایک لفظ بھی

ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے ... (ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۶)

اس نبی کے سچے پیروکار اس کتابچہ کے مصنف صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں "یہ لوگ اس قدر جوش دکھاتے ہیں کہ سچ اور جھوٹ، حقیقت اور افسانہ۔ انصاف اور بے انصافی کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی یہاں تک کہ عوام الناس جھوٹ کی تکرار کو سن سن کر اس پر سچ کا گمان کر کے ان کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں تو بدقسمتی سے بہت سے مکاتب فکر کے علماء بھی اس احتمال سے ان کی تقلید پر مجبور ہو جاتے ہیں"

ذرا مندرجہ بالا اقتباسات از ازالۂ اوہام جلد اول صفحہ ۶ کو پھر پڑھئے اور بتائیے کہ مرزا سے بڑھ کر کوئی جھوٹا آدمی دنیا میں پیدا ہوا ہے۔
ان اخلاقِ کریمانہ کے مالک مسلمانوں کو اخلاق اور رواداری کا سبق دیتے ہیں: ؎ دیتے ہیں طعنہ اصنام پرستی ہم کو

سجدہ کرتے ہوئے نکلے ہیں بتخانہ سے

یہ ان کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے کہ کس قدر پُر فریب انداز میں پہلے تو علماء احرار کو جھوٹا کہا اور پھر جبلہ علماء کو اس میں شامل کر دیا یعنی اس وقت اس ملک میں سب سے بڑے جھوٹے صرف اور صرف علمائے اسلام ہیں واہ کیا نکتہ آفرینی ہے اور اس کے ساتھ موصوف کو شکوہ ہے کہ ان کی عزت کیوں نہیں کی جاتی۔

اور پھر مرزائیوں کے ساتھ مصنف کو پاکستان خطرات میں گھرا ہوا نظر آتا ہے جن میں بعض بیرونی بھی ہیں اور اندرونی بھی اور وہ یہ بھول جاتا ہے کہ اندرونی خطرات میں سب سے بڑا خطرہ انگریز اور یہود کی ملی بھگت سے کاشت کیا ہوا یہ مرزائیت کا پودا ہی ہے جس نے صرف جہاد بالسیف کو فرائض قرار دے کر کے ہی مسلمانوں کو نہ صرف نہتا کر کے بلکہ باندھ کر دشمن کے آگے پھینکنے کی کوشش کی ہے

دیگر عقائدِ اسلامیہ کا جو مذاق اڑایا ہے وہ اس کے علاوہ ہے
اگلا شکوہ یہ ہے کہ مرزائیوں کے "مقدس امام" اور "دیگر بزرگان
کے خلاف فحش کلامی کی جا رہی ہے" چہ دلاور است دزدے کہ بکف
چراغ دارد " جو شخص تاجِ نبوت پر حملہ کرنے کی ناپاک جسارت کرے
اور جو انبیاء سابقہ کی شان میں اس قدر بیہودہ الفاظ کرے کہ جن کو
سننا اور ان کی تردید نہ کرنا بھی کفر ہے وہ "مقدس امام" ٹھہرا اور اس کے
ماننے والے "دیگر بزرگان" کہلائے اور جو شخص احقاقِ حق کیلئے یہ
کہے کہ یہ شخص جھوٹ کہتا ہے وہ بد اخلاق ... کیا نرالی منطق ہے۔
ذرا مرزا صاحب کے اخلاق کے نمونے جو اوپر درج ہیں ایک نظر پھر دیکھ لیں

نبوّت دیکھو اور لسانِ نبوت دیکھو

اور کمال یہ ہے کہ قیامِ پاکستان میں مصنف کو علماء کا کردار مخالفانہ
نظر آتا ہے مگر ظفر اللہ خان اور مرزائیوں کی وہ کوشش کہ "ہم نہ ہندو
ہیں نہ مسلمان ہمیں علیحدہ ریاست دی جائے" بھول جاتی ہے اور یہ
یاد نہیں رہتا کہ اس گم کردہ راہ فرقے کے ایک شخص نے بھی اسلامی
ریاست کے قیام کی تائید نہ کی تھی

انہیں یہ بھی شکوہ ہے کہ "احمدیوں (مرزائیوں) کو قوم وطن اور اسلام کا
غدار قرار دیا جا رہا ہے " یہاں مصنف نے ترتیب بدل دی ہے اور
اسلام کو آخر میں لکھا ہے حالانکہ یہ فرقہ اسلام ہی کا نہ صرف غدار ہے بلکہ
مقابل ہے اور ایک نئی نبوت گھڑ کے اپنے کو اصلی اور وڈا مسلمان منوانے
پہ مُصر ہے جب اللہ کے دین کے ساتھ اس کا سلوک یہ ہے تو پھر کیسی قوم
اور کیسا وطن!

اس کے ساتھ مصنف قانون پسند شہریوں شاعروں اور ادیبوں
سے بھی ناراض ہے کہ یہ لوگ اری ٹیبریا، فلپائن اور بھارت میں مسلمانوں

کے ساتھ ہونے والے ظلم کی داستان لے بیٹھے ہیں اور یہاں مرزائی عقائدِ اسلامیہ کی دھجیاں بکھیرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں تو علماء اسلام ان کا ہاتھ روک کر ان پر ظلم ڈھا رہے ہیں اور کوئی قانون پسند شہری، کوئی شاعر اور کوئی ادیب علماء کو اس ظلم سے نہیں روکتا ساتھ میں حکومت پر بھی برستے ہیں کہ وہ بھی خاموش ہے اور پھر بڑے طمطراق سے معاملہ احکم الحاکمین خدا کے سپرد فرما دیتے ہیں یہ بھی ایک فریب ہے کہ مسلمان اس جملہ پر فدا ہو کر ان کے خلاف جہاد سے باز رہیں اور ان کی تردید نہ کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈال لیں۔ یہی اس گروہ کی منطق ہے جو جہاد کی روح کی نفی کرتی ہے بھئی معاملہ اللہ کے سپرد ہوا تم آرام کرو۔ اگر عقائد کی حفاظت مسلمان نہیں کر سکتا تو اس سے ملکی سرحدات کی حفاظت کی امید بھی عبث ہے۔

اور پھر بڑے زور و شور سے اپنے لئے شہری حقوق اور حُسنِ سلوک کی بات دہراتا ہے اور کمال یہ ہے کہ چند ٹکوں کو چھیننے والے تو سلاخوں کے پیچھے بند ہوں اور ڈاکو کہلائیں اور یہ ایمان کے ڈاکو دندناتے پھرتے ہیں اور ملک کے اندر اپنا ایک متوازی نظام حکومت چلا رہے ہیں اور ابھی ناخوش ہیں کہ ان پر ناروا پابندیاں ہیں۔ کمال ہے!

اب اس کے بعد یہ حضرت دِل کی بات کرتے ہیں یہاں تک محض تمہید تھی گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان کے بعض اخبارات میں چند مخصوص حلقوں کی طرف سے یہ آواز اٹھائی جا رہی ہے کہ چونکہ احمدی (یعنی مرزائی) ایک آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں اس لئے ان کو اسلامی شعائر اور اصطلاحات مثلاً نبی، رسول، صحابی، ام المومنین، اہل بیت علیہ السلام، رضی اللہ عنہ، مسجد، اذان وغیرہ کے استعمال سے روکا جائے اس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے بلفظہٖ صفحہ ۷

اس کے بعد مصنف نے اسلام کی ہمہ گیر اور دلکش تعلیمات کا حوالہ دیا ہے
شرف انسانیت اور آزادیٔ ضمیر کو پکارا ہے اور پھر آئین ۱۹۷۳ء کی ترمیم ۲ کا
مذاق اڑایا ہے یعنی مرزائی صرف قانونی اغراض کیلئے غیر مسلم ہیں یعنی جو
قانون محض مسلمانوں کیلئے نافذ کیا گیا ہو (ظاہر ہے وہ قانون خالصتاً شرعی ہوگا)
اس کا اطلاق مرزائیوں پر نہیں ہوگا سبحان اللہ کیا منطق ہے یعنی
اتباع شریعت سے آزاد ہیں مگر پھر بھی مسلمان ہیں کیا کہنے اس نکتہ آفرینی کے
یہاں بہتر ہوگا کہ سب سے پہلے اصطلاحات شرعیہ کا ذکر کر لیا
جائے جن کے بارے میں مرزائیوں کو شکایت ہے کہ ہمیں ان سے روکا نہ
جائے سو ان میں سب سے پہلے نبی و رسول لکھا ہے۔ اصطلاح شریعت
میں نبی اور رسول اس برگزیدہ ہستی کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی طرف سے
بندوں کی ہدایت کیلئے مبعوث ہو اور ان لوگوں کیلئے جن کی طرف وہ
مبعوث ہوتا ہے اس کی اطاعت فرض اور اس پر ایمان لانا ضروری قرار
پاتا ہے اگر ایسا نہ کریں تو کافر کہلائیں گے اور خلود فی النار کی سزا پائیں گے
اب ذرا سوچئے کہ کیا یہ الفاظ یعنی نبی و رسول کوئی عام الفاظ ہیں
یا ایک منصب کیلئے خاص ہیں۔ ان کا تعلق محض لغت سے ہے یا
عقیدہ و ایمان سے اور کیا انہیں ہر کسی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟
زبانی کلمہ کا اقرار، حلال و حرام کا اقرار اور اپنے مخصوص لہجے میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کو تسلیم کراتا ہے اور
صفحہ نمبر ۱ پر یہ عبارت لکھ کر صفحہ ۹ تک ایک لمبی تقریر ان معنوں میں
دہراتا چلا جاتا ہے کہ اسلام میں بہت وسعت نظر ہے دوسروں کی حفاظت
کا سامان ہے لوگوں کو نیکی پر آمادہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے
اور کافر بھی اگر نیکی کرے تو اس کی دلجوئی کی جائے گی وغیرہ ذالک
پھر ۹ صفحات انسان کو گھما پھرا کر اپنے مطلب کی بات زبان پر لاتا ہے

کہ مرزا صاحب کا دعوائے نبوت نقل کرتا ہے اور ساتھ مرزا صاحب کی یہ دلیل کہ یہ سب مجھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔

اب جا کر پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرت حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح خاتم الانبیاء مان رہے ہیں خاتم الانبیاء اللہ نے قرار دیا ہے اور ارشاد ہوا ہے **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن**۔ (القرآن) اس کا مفہوم اور معنی کیا ہے؛ وہ خود حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے متعیّن فرما دیئے **انا خاتم النبیّن لا نبی بعدی** (الحدیث) کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور پھر مفہوم کو مختلف طریقوں سے ارشاد فرمایا جیسے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں **لو کان بعدی نبیاً لکان عمر** اکال قال ص کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو یقیناً عمر ہی ہوتا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ جب انہیں ایک غزوہ میں بطور نائب مدینہ منورہ میں چھوڑا تو ارشاد ہوا تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی تم نبی نہیں ہو۔ اور اور چودھویں صدی کا یہ بھکاری جو ملکہ معظمہ کو دعائیں دے کر آتشِ شکم کا سامان کرتا ہے اور خود اپنی رائے جس کی اپنے بارے میں یہ ہے

ے کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار غلام احمد قادیانی

یہ حقائق قبول کر کے پھر کہتا ہے کہ میں اسی وحی سے نوازا گیا ہوں جو حضورؐ پر نازل ہوئی اور جو باقی تمام رسولوں اور نبیوں پر نازل ہونے والی کلام سے افضل اور روشن تھی مگر یہ سب مجھے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ ابوبکر صدیق رضؓ اتباع کر کے اس مقام کو نہ پا سکے فاروقِ اعظم رضؓ جن کو اللہ سے اللہ کے نبیؐ نے مانگ کر لیا یہ درجہ نہ پا سکے حضرت علیؓ سے ارشاد ہوا کہ نبوت کا

دروازہ بند ہو چکا ہے مگر یہ جانباز خدا کو بھا گیا ، بانکا سجیلا جوان تھا خدا ریجھ گیا اور فوراً نبی نامزد کر دیا ۔ جن حضرات کی تربیت نبی کریمؐ خود فرمائی اور ۲۳ برس تک ساتھ رہے ان میں سے کسی ایک میں بھی نبوت کی صلاحیت پیدا نہ ہو سکی مگر چودھویں صدی کا یہ نابغۂ روزگار جب مختاری کے امتحان میں فیل ہوا تو نبوت کا ڈھونگ رچا لیا ۔

سچ کہا کسی نے

ہو گئے فیل امتحانوں میں
اب ارادہ ہے پڑھائی کا

شورش کاشمیری مرحوم نے اس کا فوٹو چٹان کے سرورق پہ چھاپ کر اعلان کیا تھا کہ کوئی پہلی نظر دیکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ سکھ کا فوٹو نہیں تو سو روپیہ انعام لے اور اسکی بھینگی شکل دیکھ کر یہی گمان ہوتا تھا ۔

اب چند صورتیں ہیں

(۱) جن میں پہلی تو یہ ہے کہ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو جھٹلاتا ہے ۔

(۲) پھر ایک نیا عقیدہ وضع کیا کہ اتباع سے حاصل وہی بنا جا سکتا ہے ۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کسی بھی شریعت میں نہیں ملتا نہ اس ذات شریف سے پہلے کسی نے دعوےٰ کیا ہے کہ مجھے اپنے پیش رو نبی کی غلامی کی وجہ سے وحی سے سرفراز کیا گیا بلکہ ہر نبی کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھے بھی اللہ نے مبعوث کیا ۔

(۳) اس کو تمام صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے افضل ماننا پڑ گیا یہ صاحب وہی ہے اور وہ تو صحابی یا تابعین ہیں

(۴) نہ صرف وہ اس سے درجہ میں کم تر ہوئے بلکہ اُن کا یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب ہے انہیں اس کا منکر بنا دیتا ہے اور وہ اس عقیدے پر اس قدر

سختی سے کار بند تھے کہ جس نے یہ دعویٰ کیا انہوں نے اس سے جہاد کیا
اور سوائے دو کے جن میں ایک عورت تھی اور ایک مرد جو
تائب ہو گئے تھے سب کو قتل کیا اور جہنم واصل کیا اور کسی مدعیٔ
نبوت سے نبوت پر دلیل تک نہ مانگی اسی لئے فقہا نے یہ تصریح
فرمائی ہے کہ کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو جو اس سے دلیل طلب
کرے وہ بھی کافر ہے کہ ختم نبوت کا منکر ہے یعنی اگر کوئی دلیل
ہو تو یہ ماننے کو تیار ہے

نتیجہ یہ ہوا کہ ابوبکر صدیق رضؓ سے لیکر آج تک کے جملہ مسلمانوں کو صحابہ،
تابعین، تبع تابعین، علماء، مفسرین، محدثین اور اہل اللہ کو معاذ اللہ
کافر تسلیم کیا جائے اور اس بشر کی جائے نفرت کو نبی۔ اور اگر
تسلیم نہ کیا جائے تو جو یہ تسلیم کرے اسے آزادی دی جائے کہ وہ اسکی
نبوت کا اعلان کرتا پھرے اور اس کے لئے بڑی لمبی چوڑی بحث کی
گئی ہے جس میں کفار کے ساتھ بھی حسن سلوک کا موضوع خصوصاً
اجاگر کیا ہے مگر یاد رہے اس سارے حسنِ سلوک کے عملاً بانی صحابہؓ
کرام ہیں جن کی نوازشات سے کافر بھی محروم نہ رہے مگر وہ سارا حسنِ سلوک
کافر کیلئے ہے کافر اس کو کہا جاتا ہے جو اسلام کو قبول نہ کرے مگر افسوس کہ
تم تو کافر بھی نہیں ہو کہ جو اسلام قبول کرے اور پھر کفر میں لوٹ جائے وہ
مرتد ہو جاتا ہے خواہ کتنا جہاد بھی کرنا پڑے اسے مسیلمہ کذاب کے ساتھ ملا
کر چھوڑے اسلام ہر شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتا
کوئی شخص ان کا مال نہ لوٹے جان سے نہ کھیلے مگر ان کے ساتھ تعلق
بھی نہ رکھے اور حکومتِ اسلامیہ اگر ایسے افراد کو توبہ نہ کریں تو قتل
کرے یہی وہ فیصلہ جس پر خلافتِ صدیقِ اکبرؓ کے بعد صحابہ کا اجماع
اور عمل ثابت ہے اس قدر ذلت کے سزاوار ایک اسلامی ریاست میں بیٹھ

کر مزے لوٹ رہے ہیں اور ابھی شکوہ کناں بھی ہیں۔

اس کے بعد اصطلاحات کا ذکر چھیڑا ہے تو عرض ہے کہ تمہیں علیہ السلام کہنے کا کیوں اتنا شوق ہے۔ پورے قرآنِ پاک پر نگاہ کرو تو سلام انبیاء کے ساتھ مختص نظر آئے گا جیسے سلامٌ علیٰ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا یا سلامٌ علیٰ نوحٍ فی العالمین اگر کسی غیر نبی پر سلام اور سلامتی کا اطلاق ہوگا تو باتباعِ نبی نہ کہ براہِ راست۔ یہاں مصنف نے معنی کی بات کی ہے کہ معنے کے لحاظ سے سب کیلئے بولا جا سکتا ہے تو بھئی معنیٰ تو جلّ شانہٗ کا ہے واضع اور روشن شان والا تو پھر یہی بولنا شروع کردو۔ پھر ترقی کرتے رہنا جیسے جلّ شانہٗ صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ بولا جاتا ہے ایسے ہی علیہ السلام صرف انبیاء کے ساتھ اور باقی لوگوں کیلئے خواہ نماز میں ہوں یا قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے اتباع میں استعمال ہوا ہے۔

ایسے ہی رضی اللہ عنہٗ صحابۂ کرام کے لئے مختص ہے یہی کتاب اللہ کا اسلوبِ بیان ہے غیر صحابی کے لئے اگر استعمال ہوا تو ساتھ قید لگا دی گئی ہے والذین اتبعوھم باحسان۔ یعنی ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو خلوصِ قلب سے ان کی تابعداری کریں گے اور اس کا فیصلہ تو روزِ حشر ہی ممکن ہے رہا اصحاب الفیل یا اصحابِ الشمال تو ایسے کہلانے سے تمہیں کس نے روکا ہے علماء اگر منع کرتے ہیں تو بایں معنی کہ مرزا صاحب کے ہم نشینوں کو صحابی کہہ کر صحابۂ نبوی کا مذاق نہ اڑاؤ اور پھر یہ ظلم ایک اسلامی ریاست میں برپا نہ کرو جب کہ اسی کتابچہ کے صفحہ ۲۵ پر تم نے خود سچی بات کہی ہے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب کو غیر شرعی التمانبی تسلیم کرتے ہیں۔ حق ہے یعنی التما بھی غیر شرعی ہے کہ شریعت کا منکر ہے اور نبی بھی غیر شرعی یعنی کذاب ہے خوب کہا ہے داد کے مستحق ہو اللہ تمہیں ہدایت کردے تو اس سے کیا بعید ہے۔

پھر ام المومنین کی بات چھیڑی ہے یہ حضرت مُصر ہیں کہ مرزا صاحب کی بیوی کو

ام المومنین کہنے سے نہ روکا جائے، اُمّ المومنین کا لفظ ازواجِ مطہراتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ جل شانہ نے نازل فرمایا ہے ارشادِ ربانی ہے وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی نبی کی بیویاں تمام مومنوں کی مائیں ہیں اب ذرا ان کو سنیئے کہ یہ مرزا صاحب کو نبی بنا کر ان کی "زوجۂ مطہرہ"، جو بقول ان کے ان کی روحانی والدہ ہیں ام المومنین کہنے پر مُصر ہیں اور حال یہ ہے کہ مرزا صاحب کی بدنصیبی کہ خود تو سنگرہنی کا شکار ہوئے اور نوخیز بیوی حکیم نور دین بھیروی کے کام آئی جوان کا خلیفۂ اوّل تھا۔ ظالمو تمہارے خلیفۂ اول نے تو اس سے باقاعدہ شادی رچا کر عشق اڑاتا رہا اور یہ شرم بھی نہ رکھی کہ داڑھی کو مہندی سے رنگتا رہا مگر اپنے نبی کی بیوی سے عشق لڑاتا رہا اور اب بھی تمہیں یہی اصرار ہے کہ جس کو خود مرزا کے اُمتی نے بیوی بنالیا تھا اسے اُمّ المومنین کہا جائے تو کیا یہ خلیفہ صاحب مرزا صاحب کے مومنوں میں داخل نہ تھے۔

جب تمہیں اسلام سے غرض نہیں تو نیا مذہب اسلام کے نام پر تعمیر کرنے کی اجازت کیوں دی جائے کوئی سا نام رکھ لو ظالمو! کفر کے گڑھوں کو مسجد اور گمراہی کی طرف بلانے کو اذان کہنا اور ایک اسلامی ریاست میں کہنا کیا یہ مسلمانوں کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے کیا تمہیں تاریخ کے اوراق میں مسجدِ ضرار کا حشر کہیں نظر نہ آیا اس کا نام بھی مسجد تھا۔ تم جیسے منافقوں نے اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے یہ عمارت بنا کے مسجد نام رکھ لیا تھا جسے اللہ کے آخری نبیؐ نے خود اپنی نگرانی میں منہدم کرایا تھا تمہاری مسجدیں بھی اسلام کے خلاف کمین گاہیں ہیں یہ مسجدِ ضرار سے کسی صورت میں مختلف نہیں ان کا انہدام اسی طرح ضروری ہے جس طرح مسجدِ ضرار کا انہدام ضروری تھا۔

اور حد یہ ہے کہ ان کا فلسفۂ مذہبی یہ ہے کہ جہاد بالسیف حرام ہے۔ یہی مرزا کی سب سے بڑی خدمت تھی جو وہ یہود و نصاریٰ کی بجالایا اور یہی اس کے پیروکاروں کا ایمان ہے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ ہماری افواج کا

مالُو ہے ایمان ، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ اور
ہمارے معاشرے کی فراخدلی کا یہ عالم ہے کہ جو لوگ جہاد کو حرام سمجھتے ہی نہیں جزوِ
ایمان جانتے ہیں وہ نہ صرف افواجِ پاکستان میں بھرتی ہوتے چلے آرہے ہیں
بلکہ وہ جرنیل جیسے اعلیٰ ترین عہدے تک ترقی پاتے آرہے ہیں۔ ملک و ملت
ساتھ اس سے بڑھ کر مذاق اور کیا ہو سکتا ہے اور یہ مارِ آستین قوم اور
وطن کے خیر خواہ کس منطق کے تحت قرار دئیے جا سکتے ہیں۔ اس کے باوجود
یہ ظالم افواجِ اسلام میں نہ صرف رکھے جاتے ہیں بلکہ اعلیٰ عہدوں پہ عیش کرتے
ہیں حق یہ ہے کہ کسی بھی ایسے عقیدہ کے حامل شخص کو افواجِ پاکستان
میں نہ جانے دیا جائے

مرزائیوں کو غیر مسلم جمہوری حکومت نے نہیں بلکہ خدا نے خدا کے رسولؐ اور
صحابہؓ کی مقدس جماعت نے قرار دیا ہے جنہوں نے مدعیانِ نبوت کے
ساتھ جہاد کر کے اور اُنہیں واصلِ جہنم کر کے ان کی حیثیت متعین فرما دی تھی
کہ توبہ کریں ورنہ حکومتِ اسلامیہ ان کے ساتھ قتال کرے اور علماءِ
اسلام کا یہ مطالبہ حق ہے نہ ظلم ہے نہ زیادتی کہ ان کو شعائرِ اسلامی
اور اصطلاحاتِ شرعی کے استعمال سے روکا جائے

وما علینا الا البلاغ

الداعی الی الخیر
دعا گو
محمد اکرم اعوان
حال کراچی

ضمیمہ

کتابچہ طباعت کیلئے جا چکا تھا کہ صبح کے اخبار میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے آرڈیننس کے نفاذ کی خبر پڑھی اللہ کریم صدرِ مملکت کی اس خدمت کو قبول فرما کر انہیں دو عالم میں سرخرو رکھیں ... آمین

صدر کی ذات اور رائے سے اختلاف ممکن ہے اور جائز بھی مگر بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو منوا لیتی ہیں اور جن سے انکار ممکن نہیں

اول اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تقریباً ساڑھے چار صدیوں میں ایوان سلطنت سے کسی نے عملاً اسلام کی دعوت نہیں دی پھر یہ سعادت بھی اسی بندہ خدا کے نصیب میں لکھی تھی ہر ایک ہستی کی اپنی خدمات ہیں حصولِ ملک کی مساعی جمیلہ کی قدر و قیمت اپنی جگہ۔ اللہ ہر اس قدم پر رحمت برسائے جو اسلام اور مسلمان کے تحفظ کیلئے اٹھا

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

تحریک حصولِ پاکستان یا قیامِ پاکستان میں سب کا اپنا اپنا رنگ ہے میں ان حضرات سے موازنہ نہیں کر رہا لیکن یہ بات ناقابلِ تردید ہے کہ تقریباً ساڑھے چار سو سال کی طویل مدت کے بعد گورنمنٹ ہاؤس یا ایوان صدر سے دعوت و تبلیغ کے سوتے پھوٹے فالحمد للہ علی ذالک

دوم یہ سعادت بھی اسی مردِ خدا کے حصہ میں آئی کہ قادیانیوں اور لاہوریوں ہر دو مرزائیوں کو اسلامی اصطلاحات و عبادات میں نقب لگانے سے منع کر دیا گیا

اب اس امر کی امید کرنا قطعی بجا ہوگا کہ صدرِ محترم اس آرڈیننس کو ضرور نگاہ میں رکھیں گے اور اسے محض رسمی کارروائی نہ بننے دیا جائے گا

نیز عامۃ المسلمین کا فرض ہے کہ جہاں یہ جرم سرزد ہوتا ہوا پائیں اس کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔

اللہ تمام مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو اور ہر اس شخص پر رحم فرمائے جو کسی بھی طرح سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرے

اللہ مسلمانوں کے اس عظیم ملک کو اپنی حفاظت و پناہ میں رکھے اور

دینِ اسلام کو اس میں جاری وساری فرمائے

آمین یا ربّ العٰلمین

محمّد اکرم اعوان

۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

بمطابق ۲۷ اپریل ۸۴ء